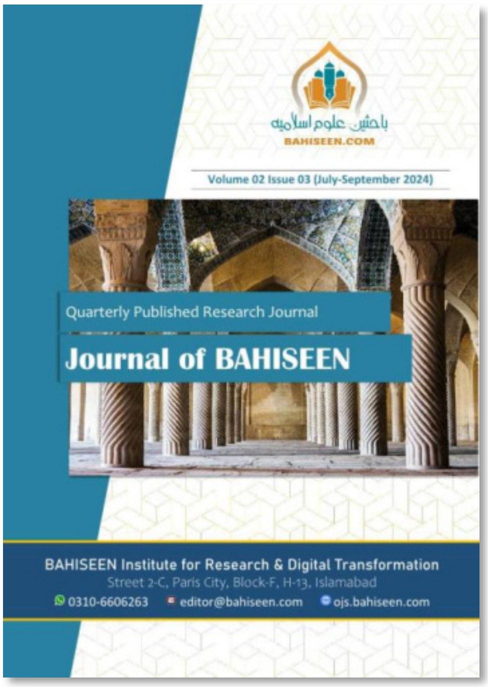

Title
Journal of BAHISEEN
Issue
Volume 02, Issue 03
July-September 2024
ISSN
ISSN (Online): 2959-4758
ISSN (Print): 2959-474X
Frequency
Quarterly
Copyright ©
Year: 2024
Type: CC-BY-NC
Availability
Open Access
Website
ojs.bahiseen.com
Email
editor@bahiseen.com
Contact
+923106606263
Publisher
BAHISEEN Institute for Research & Digital Transformation, Islamabad

خیانت کی اصطلاح، معاصر رجحانات کے تناظر میں تجزیہ و تحلیل

The Term 'Ḳhiyānah' (Dishonesty), Exploration and Analysis in The Context of Contemporary Trends

Dr. Raja Majid Moazzam
Lecturer, Department of Islamiat
University of Kotli, Azad Jammu and Kashmir
Malik Muhammad Bashir
Lecturer, Department of Islamiat
University of Kotli, Azad Jammu and Kashmir

Abstract:

Nowadays the moral and social evils have become so common that the majority of people are not even ready to consider them evil. One of them is dishonesty. Dishonesty is the legal, administrative, social and financial corruption that all civilized and developed countries have committed to discouraged and considered an unforgivable crime. Every nation has given instructions to punish according to its own law.

Islam is a religion of nature and one of its goals is to make the world a better place to live, honesty has been given an important place in it, keeping in mind this need of humanity, dishonesty is prevented. Generally, the concept of dishonesty is considered to be special along with financial trust. If someone keeps property in trust and then refuses to return it, it is said that he is dishonest. Of course, this is also dishonesty. Yes, but the Islamic concept of dishonesty is very wide. Dishonesty is not only in wealth but also in secrets, position, knowledge and advice. In this article, various forms of dishonesty will be explained and their legal solution will also be presented.

Keywords: Dishonesty, Islam, Secrets, positions, knowledge, legal solution

تمہید:

عصرِ حاضر میں اخلاقی و معاشرتی برائیاں اتنی عام ہوگئی ہیں کہ لوگوں کی اکثریت ان کو بُرا سمجھنے کو بھی تیار نہیں، انہی میں سے ایک خیانت بھی ہے۔ خیانت وہ قانونی، انتظامی، معاشرتی اور مالی بدعنوانی ہے جس کی تمام مہذب اور ترقی یافتہ ممالک نے حوصلہ شکنی کی ہے اور ناقابل معافی جرم تصور کیا ہے۔ ہر قوم وملت نے اپنے اپنے قانون کے مطابق از روئے حالات سزا دینے کی ہدایات دی ہیں۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور دنیا کو زندگی گزارنے کے لئے ایک بہترین جگہ بنانا اس کے مقاصد میں سے ہے، اس لئے انسانیت کی اس ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے اس میں امانت داری کو ایک اہم مقام عطا کیا گیا ہے، اور ہر طرح کی خیانت سے روکا گیا ہے۔ عام طور پر خیانت کا مفہوم مالی امانت کے ساتھ خاص سمجھا جاتا ہے کہ کسی کے پاس مال امانت رکھوایا پھر اس نے واپس کرنے سے انکار کردیا تو کہا جاتا ہے کہ اس نے خیانت کی، یقیناً یہ بھی خیانت ہی ہے لیکن خیانت کے شرعی مفہوم میں بہت وسعت ہے۔ خیانت صرف مال ہی میں نہیں ہوتی بلکہ راز، عہدہ، منصب، علم، مشورے تمام میں ہوتی ہے۔ اس مقالہ میں عصرِ حاضر میں مروجہ خیانت کی مختلف صورتوں کو بیان کیا جائے گا اور ان کا شرعی حل بھی پیش کیا جائے گا۔

خیانت کیا ہے؟

خیانت، امانت کی ضد ہے، ایک کا حق جو دوسرے کے ذمہ واجب ہو اس کے ادا کرنے میں ایمانداری نہ برتنا "خیانت اور بد دیانتی" ہے۔ اس تعریف میں خیانت کی وہ تمام اقسام شامل ہو جاتی ہیں چاہے ان کا تعلق خالق سے ہو یا مخلوق سے۔

خیانت کے شرعی احکامات:

اسلام نے حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں ہر طرح کی خیانت سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ [1]

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول (کے حقوق) میں جانتے ہوئے خیانت مت کرو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو

اس آیت مبارکہ میں دو طرح کی خیانتوں سے منع کیا گیا ہے۔ پہلی خیانت اللہ تعالی اس کے رسول کے ساتھ خیانت کرنا ہے۔ اس سے مراد وہ تمام امور ہیں جو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ نے انسانوں کے ذمے لگائے ہیں، مثلاً نماز، روزہ، زکاۃ، حج ،جہاد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر وغیرہ۔ اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کے تمام تر احکامات پر من وعن عمل کرنا امانت اور اس میں کمی وپیشی کرنا خیانت ہے۔ دوسری خیانت حقوق العباد کی ہے۔ حقوق العباد میں چار طرح کی خیانتیں ہو سکتی ہیں: (۱) نااہل شخص کو منصب سپرد کرنا۔ (۲) منصب کی ذمہ داری پوری نہ کرنا۔ (۳) کسی کی رکھی ہوئی امانت میں خرد برد کرنا۔ (۴) اگر کوئی مشورہ طلب کرے تو اسے پوری دیانت داری کے ساتھ مشورہ نہ دینا اور اگر کوئی راز بتائے تو اس کے راز کو افشا کر دینا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: چار باتیں جس کسی میں ہوں گی، وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چار کی ایک بات ہو اس میں ایک بات نفاق کی ہے، تاوقتیکہ اس کو چھوڑ نہ دے (وہ چار باتیں یہ ہیں) جب امین بنایا جائے تو خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب لڑے تو بے ہودگی کرے۔[2]

مذکورہ حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے خیانت کو منافقت کی ایک علامت قرار دیا ہے۔ گویا جو شخص اس گناہ کا مرتکب ہے، وہ نفاق کے راستے پر نکل چکا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنے آپ کو اس مہلک گناہ سے بچائیں تاکہ منافقین کی فہرست میں شامل ہونے سے بچ سکیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے لہٰذا وہ اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرے۔[3]

خیانت کی مروجہ صورتیں:

عہدے اور منصب کی خیانت:

عصر حاضر میں رائج خیانت کی صورتوں میں سے ایک صورت عہدے اور منصب کی خیانت بھی شامل ہے۔ عہدہ، منصب اور ذمہ داری ایک امانت ہے اور اس کی پوری ادائیگی ہی امن اور منظم تر زندگی کا ذریعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن و سنت نے ہر انسان کو اپنے مقام اور دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے، اپنے فرائض کو پورے طور پر سرانجام دینے کا حکم دیا ہے۔ اور ان فرائض سے غفلت برتنا دراصل خیانت کا ارتکاب کرنا ہے۔ مثلاً صلاحیتوں کا صحیح استعمال نہ کرنا، عہدے کی سپردگی میں اہلیت کا خیال نہ کرنا، ماتحت اور کمزور لوگوں کے حقوق کا خیال نہ کرنا، قومی اثاثوں کو ضائع کرنا اور ماتحتوں کی نگرانی سے غفلت برتنا وغیرہ ایسے امور ہیں جو خیانت کے زمرے میں آتے ہیں۔

(ا)۔ عہدے اور منصب کو اہلیت کی بنیاد پر کسی کو سپرد کرنا انتہائی ضروری ہے۔ اگر کسی نااہل انسان کو یہ سونپا گیا تو مطلوبہ مقاصد پورے نہیں ہوں گے، جس کا گناہ منتخب کرنے والے کے ذمہ ہوگا۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے مختلف احادیث میں بیان فرمایا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا آپ ﷺ مجھے عامل نہ بنائیں گے۔ تو آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے کندھے پر مار کر فرمایا: اے ابوذر تو کمزور ہے اور یہ امارت امانت ہے اور یہ قیامت کے دن کی رسوائی اور شرمندگی ہے سوائے اس کے جس نے اس کے حقوق پورے کئے اور اس بارے میں جو اس کی ذمہ داری تھی اس کو ادا کیا۔[4]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ مجلس میں لوگوں سے بیان کر رہے تھے۔ اسی حالت میں ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ تو رسول اللہ ﷺ بیان کرتے رہے۔ اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کا کہنا سن (تو) لیا، مگر (چونکہ) اس کی بات آپ کو بری معلوم ہوئی، اس سبب سے آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا اور کچھ لوگوں نے

کہا کہ (یہ بات نہیں ہے) بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں، یہاں تک کہ جب آپ اپنی بات ختم کر چکے تو فرمایا کہ کہاں ہے قیامت کا پوچھنے والا؟ سائل نے کہا: یارسول اللہ ﷺ میں موجود ہوں۔ آپ نے فرمایا: جس وقت امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے پوچھا کہ امانت کا ضائع کرنا کس طرح ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کام نااہل (لوگوں) کے سپرد کیا جائے، تو تو قیامت کا انتظار کرنا۔[5]

(۲)۔ جب کسی شخص کو کوئی منصب تفویض کیا جائے، تو اس کو چاہئے کہ اپنی صلاحیت کے مطابق ذمہ داری پوری کرے۔ لیکن اگر ذمہ داری میں کوتاہی کرتا ہے، اور اپنے فرائض سے غفلت کا مرتکب ہو رہا ہے، یا کوئی دوسری قسم کی خیانت کر رہا ہے، تو ایسے شخص پر جنت حرام ہے۔ حضرت معقل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ جسے لوگوں کا حکمران بناتا ہے اور پھر وہ لوگوں کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہوئے مرتا ہے تو اللہ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔[6]

حضرت عدی بن عمیر کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے جس آدمی کو ہم کسی پر عامل مقرر کریں اور اس نے ہم سے ایک سوئی یا اس سے بھی کسی کم چیز کو چھپا لیا تو یہ خیانت ہو گی اور وہ قیامت کے دن اسے لے کر حاضر ہو گا۔[7]

(۳)۔ بعض لوگ اپنے ناجائز کام نکالنے کے لیے حکام کو تحفے دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسے عمل کو ناپسندیدہ اور ممنوع قرار دیا ہے۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو عامل بنا کر بھیجا۔ عامل جب اپنے کام سے فارغ ہو چکا تو آپ ﷺ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ، یہ آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ بھیجا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے باپ اور اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھے رہے پھر دیکھتے کہ تجھے ہدیہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ عشاء کے وقت نماز کے بعد کھڑے ہوئے، تشہد پڑھا اور اللہ کی تعریف بیان کی جس کا وہ مستحق ہے، پھر فرمایا: امابعد، عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اسے عامل بنا کر بھیجتے ہیں وہ ہمارے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ آپ کی تحصیل کا ہے اور یہ ہمیں ہدیہ بھیجا گیا ہے، وہ اپنے ماں باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھتا پھر دیکھے کہ اسے ہدیہ بھیجا جاتا ہے یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی کوئی چیز اس میں سے رکھ لے گا تو قیامت کے دن وہ اس چیز کو اس طرح لے کر آئے گا کہ وہ چیز اس کی گردن پر سوار ہو گی، اگر وہ اونٹ ہے تو وہ بلبلاتا ہوا اور اگر وہ گائے ہے تو وہ بولتی ہوئی اور بکری ہے تو وہ ممیاتی ہوئی آئے گی۔ میں نے (تم لوگوں) کو پہنچا دیا ہے۔[8]

(۴)۔ مقررشدہ معاوضے کے علاوہ کمیشن وغیرہ لینا بھی خیانت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم نے جس کو بھی کسی کام پر مامور کیا تو اس کا وظیفہ اور تنخواہ مقرر کی ہے پھر اس کے بعد جو کچھ وہ اس سے زائد حاصل کرے وہ چوری اور خیانت ہے۔[9]

ملازمین کی خیانت:

ہمارے معاشرے کا ملازم طبقہ بہت زیادہ امانت میں خیانت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اس خیانت کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

(۱)۔ کسی بھی ادارے میں کام کرنے والے ملازمین کا ایک مخصوص ڈیوٹی ٹائم ہوتا ہے۔ ملازم اپنا مخصوص وقت متعلقہ ادارے کو دینے کا پابند ہوتا ہے اور اس کا وہ معاوضہ وصول کرتا ہے۔ اب یہ وقت اس کے پاس امانت ہے۔ اس مخصوص وقت میں وہ صرف ادارے کا کام کر سکتا ہے۔ اس دوران اگر وہ اپنا کوئی ذاتی کام کرتا ہے تو یہ امانت میں خیانت ہے۔ اگر ادارے کے ساتھ وقت کا معائدہ نہ ہو بلکہ ادارے کو صرف کام سے مطلب ہو تو پھر یہ خیانت شمار نہیں ہوگی۔ اگر ادارے کی طرف سے پورا وقت دینے کا اصرار ہو تو پھر کسی صورت اپنا ذاتی کام درست نہ ہوگا۔ معائدے اور عہد کو پورا کرنے کے حوالے سے اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ[10] ترجمہ: اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو۔

اس آیت مبارکہ میں ان تمام عہد و پیمان کو پورا کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان ہوں یا ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ کوئی معائدہ کرے۔ ان تمام عہد و پیمان اور معائدات کو من و عن پورا کرنا انتہائی ضروری ہے اور اگر اس میں خیانت کر رہا ہے تو وہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو رہا ہے۔

(۲)۔ ہمارے معاشرے کا یہ المیہ ہے کہ اداروں کے بہت سے ملازمین اپنا کام دل جمعی اور اخلاص سے نہیں کرتے۔ وہ صرف خانہ پوری کرتے ہیں اور انہیں صرف تنخواہ سے دلچسپی ہوتی ہے۔ اگر وہ کام کا معاوضہ تو پورا لیں مگر کام کرنے میں کوتاہی کریں تو یہ ان کی طرف سے کام میں خیانت ہوگی اور ایسے لوگوں کے لیے سورہ مطففین میں شدید وعید ہے آئی ہے جو اپنے حقوق تو پورا لیتے ہیں لیکن دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں کمی و کوتاہی کرتے ہیں۔[11]

(۳)۔ سفارش اور رشوت کا کلچر ہمارے اداروں میں عام ہو چکا ہے۔ رشوت کا نام تبدیل کرکے چائے پانی رکھ دیا گیا ہے۔ اداروں کے ملازمین بعض اوقات رشوت سے تو اپنے آپ کو بچا لیتے ہیں، لیکن ان کی خواہش ہوتی ہے کہ صاحب حاجت اسے خود کام کا کہہ دے اور اس کے شکر گزار بنے۔ گویا وہ ذمہ داری کی ادائیگی پر کسی سے تعظیم اور شکریے کی توقع رکھتے ہیں، ایسے شخص کے بارے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جسے یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کے لئے تصویروں (بت) کی طرح کھڑے ہوں وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ تلاش کرے۔[12]

(۴)۔ کسی بھی ادارے میں جو چیزیں ملازمین استعمال کرتے ہیں وہ سب امانت ہیں۔ ایسی تمام اشیاء کا غلط استعمال کرنا، ذاتی کاموں کے لیے استعمال کرنا، بے جا اسراف کرنا، توڑنا اور خراب کرنا سب خیانت ہے۔ سورۃ المؤمنون میں اللہ تعالی نے کامیاب لوگوں کی صفات بیان کرتے ہوئے ایک صفت یہ بھی بیان فرمائی کہ وہ تمام تر امانتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ[13] ترجمہ: جو اپنی امانتوں اور وعدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں امانتوں سے مراد وہ تمام امانتیں ہیں جو اللہ تعالی نے، یا معاشرے نے، یا افراد نے کسی شخص کے سپرد کی ہوں۔ اور عہد وپیمان میں وہ سارے معاہدے داخل ہیں جو انسان اور اللہ تعالی کے درمیان، یا انسان اور انسان کے درمیان، یا قوم اور قوم کے درمیان استوار کیے گئے ہوں۔ مومن کی صفت یہ ہے کہ وہ کبھی امانت میں خیانت نہ کرے گا، اور کبھی اپنے قول و قرار سے نہ پھرے گا۔

علمی خیانت:

آج کل علمی طبقے میں بھی مختلف صورتوں میں خیانت بہت زیادہ رواج پا رہی ہے۔ اس خیانت میں عام علمی طبقہ بالعموم اور اعلی تعلیم یافتہ طبقہ بالخصوص شامل ہے۔ ایسی خیانت کی درج ذیل صورتیں مروجہ ہیں:

(۱)۔ کسی ممتاز سکالر کا کیا ہوا علمی کام کاپی کر کے اپنی طرف سے کوئی مضمون یا کتاب شائع کر دی جاتی ہے اور پھر خیانت کی انتہاء یہ ہوتی ہے کہ متعلقہ سکالر جس نے بڑی محنت سے وہ مضمون یا کتاب تیار کی ہوتی ہے اس کا نام تو کیا حوالہ تک نہیں دیا جاتا۔ یہ ایک ایسی خیانت کی صورت ہے جسے کوئی خاص اہمیت نہیں دی جاتی مگر یہ علمی سرقہ نہ صرف خیانت کے زمرے میں آتا ہے بلکہ ایک گھٹیا حرکت اور جرم ہے۔

(۲)۔ اعلی تعلیم کے اداروں میں تحقیق یا ریسرچ ورک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی تحقیق کی بنیاد پر ہی فیکلٹی ممبران کو اگلے گریڈ میں ترقیاب کیا جاتا ہے۔ مگر تحقیق کی اس دوڑ میں جہاں اس کے بہت سے مثبت پہلو بھی ہیں وہاں بہت سے منفی پہلو بھی سامنے آ رہے ہیں۔ بعض اعلی تعلیم یافتہ حضرات جو کہ تحقیق میں کم زور ہوتے ہیں وہ اجرت دے کر تحقیقی مقالہ جات لکھواتے ہیں۔ پھر یہی مقالہ جات مزید اجرت دے کر مجلات میں شائع کیے جاتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی ایک سکالر محنت سے مقالہ لکھتا ہے اور دو تین نام اپنے دوست احباب کے بھی لکھ لیتا ہے اور اس پر آنے والی لاگت آپس میں تقسیم کر کے ادا کی جاتی ہے۔ اب تو سوشل میڈیا پر بڑی ہی ڈھٹائی کے ساتھ اعلان بھی کیا جاتا ہے کہ اتنے پیسوں میں دوسرے یا تیسرے نمبر پر بطور لکھاری بنا جا سکتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ بطور لکھاری پہلے، دوسرے اور تیسرے نمبر کے لحاظ سے ریٹ مختلف ہوتے ہیں۔ ایک ایسا مقالہ جو آپ نے لکھا ہو اور نہ پڑھا ہو اور وہ آپ کے نام سے شائع ہو تو یہ بہت بڑی علمی خیانت ہے۔ اس علمی خیانت کے ساتھ اگر آپ کی اگلے گریڈ میں ترقی ہوتی ہے تو وہ گریڈ اور ملازمت دونوں خیانت زدہ ہو کر مشکوک ہو جاتے ہیں۔

(۳)۔ اعلی تعلیمی اداروں میں جہاں فیکلٹی ممبران خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں وہاں طلبہ وطالبات بھی اسی طرح کی خیانت کر رہے ہیں۔ بی ایس، ایم ایس اور پی ایچ ڈی کی سطح پر تحقیقی مشقیں اور مقالہ جات لکھنے ضروری ہوتے ہیں۔ ان تحقیقی مشقوں اور مقالہ جات کے بغیر کسی بھی ڈگری کا حصول ناممکن ہوتا ہے۔ اس سطح پر طلبہ وطالبات جہاں علمی سرقہ کی خیانت کے

مرتکب ہوتے ہیں وہاں اپنے مقالہ جات کو بھی اجرت دے کر لکھوایا جاتا ہے۔ یہ سراسر علمی خیانت بھی ہے اور ایک کبیرہ جرم بھی۔ اب اگر اسی خیانت زدہ ڈگری کے ساتھ ایک فرد کسی جگہ ملازمت کرتا ہے تو اس کی ملازمت بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔

(۴)۔ کتاب لکھنا صدقہ جاریہ ہوتا ہے۔ جب تک لوگ اس کتاب سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کا ثواب مصنف کو ملتا رہے گا۔ مگر ہمارے معاشرے میں اعلی پائے کی کتب نہیں لکھی جاتیں، ہوتا یہ ہے کہ ایک مصنف ایک موضوع کے متعلق دس بیس کتب جمع کرتا ہے، ان کو پڑھ کر ایک نئی کتاب مرتب کر دیتا ہے اور بڑے فخر سے بتاتا ہے کہ اس نے کتاب لکھی ہے۔ یہ بھی علمی خیانت ہے۔ اہل علم کو ایسی خیانت سے بچنا چاہیے۔

مذکورہ بالا تمام صورتوں پر قرآن کی اس آیت سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ [14]

ترجمہ: وہ لوگ جو اپنے کرتوتوں پر خوش ہیں اور چاہتے ہیں کہ جو انہوں نے نہیں کیا اس پر بھی تعریفیں کی جائیں آپ انہیں عذاب سے چھٹکارا میں نہ سمجھئے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت مبارکہ میں ایسے لوگوں کے لئے سخت وعید ہے جو صرف اپنے واقعی کارناموں پر ہی خوش نہیں ہوتے بلکہ چاہتے ہیں کہ ان کے کھاتے میں وہ کارنامے بھی درج یا ظاہر کئے جائیں جو انہوں نے نہیں کئے ہوتے۔ یہ بیماری جس طرح عہد رسالت کے بعض لوگوں میں تھی جن کے پیش نظر آیات کا نزول ہوا، اسی طرح آج بھی بعض اہل علم میں یہ بیماری عام ہے۔ اسی حوالے سے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ [15]

ترجمہ: ایسی چیز کو ظاہر کرنے والا کہ جو چیز اس کو نہ دی گئی ہو وہ جھوٹ کے کپڑے پہننے والے کی طرح ہے۔

وَمَنْ ادَّعَى دَعْوَى كَاذِبَةً لِيَتَكَثَّرَ بِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللهُ إِلَّا قِلَّةً [16]

ترجمہ: اور جس نے اپنے مال میں زیادتی کی خاطر جھوٹا دعوی کیا تو اللہ تعالیٰ اس کا مال اور کم کر دے گا۔

یہ حدیث عام ہے ہر اس دعوے کے بارے میں جس کے ذریعے کوئی شخص ایسی چیز کا حامل ہونے کا دعوی کرے جو اسے نہیں دی گئی ہے۔ چاہے وہ مال ہو جسے وہ بناوٹی زینت بنا کر تکبر کرتا پھرے، یا وہ کوئی نسب ہو جس کی طرف وہ منسوب ہو حالانکہ اس نسل سے اس کا تعلق ہی نہیں، یا علم کے ذریعے جس سے وہ اپنے آپ کو آراستہ ظاہر کرے حالانکہ وہ اس کا حامل نہیں، یا دین داری ظاہر کرے حالانکہ وہ اس کے لائق ہی نہیں۔

سوشل میڈیا میں خیانت:

سوشل میڈیا آج کے دور کی ایسی حقیقت ہے جس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ اس میڈیا کا اگر مثبت استعمال کیا جائے تو معاشرے میں ایک خوشگوار تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ سوشل میڈیا کے اس تجربے کر اس میں خیانت کی بھی بہت سی صورتیں رواج پا چکی ہیں، جو وقت کے ساتھ ساتھ مزید بڑھ رہی ہیں۔

(۱)۔ ہمارے معاشرے میں دوسروں کی تحریر کو اپنے نام سے شیئر کرنا عام رواج ہو گیا ہے۔ ایسے لوگ تحریر لکھنے والے کا نام مٹا کر اپنے نام سے شیئر کرتے ہیں اور لوگوں کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ تحریر انھوں نے خود لکھی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی تعریف کریں۔ بعض حضرات کوئی مقولہ لکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ یا دیگر بزرگ ہستیوں سے منسوب کرتے ہیں تا کہ ان کے لکھے ہوئے مقولہ کو اہمیت دی جائے اور لوگوں سے داد وصول کی جائے۔ بعض اوقات ضعیف اور موضوع احادیث شیئر کی جاتی ہیں اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا جاتا ہے کہ جو کوئی زیادہ شیئر کرے گا اسے اتنا ثواب ملے گا۔ ایسی تمام صورتیں نہ صرف خیانت کے زمرے میں آتی ہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان "جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے"[17] کے مصداق بھی ہے۔

(۲)۔ کوئی بھی فرد جو ایک ویڈیو بناتا ہے وہ اس ویڈیو کے تمام تر حقوق کا مالک ہے۔ لہٰذا ویڈیو بنانے والے کی اجازت کے بغیر اس کی ویڈیو اپنے نام سے یوٹیوب یا فیس بک میں شیئر کرنا خیانت ہے۔ اور اس کے بدلے حاصل ہونے والی آمدنی بھی مشکوک تصور کی جائے گی۔ بحیثیت مسلمان ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ایسی خیانت سے اپنے آپ کو بچا کر رکھیں۔

(۳)۔ خیانت کی ایک اور صورت جس میں ہم بہت زیادہ خیانت کے مرتکب ہو رہے ہیں، وہ یوں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنا موبائل یا لیپ ٹاپ کچھ وقت کے لیے چھوڑ کر جاتا ہے تو ہم فوراً اس کے موبائل یا لیپ ٹاپ کھول کر اس کے ذاتی فولڈر کھولنا شروع کر دیتے ہیں اور یہ دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس میں کیا کیا پڑا ہے۔ کسی بھی شخص کا ذاتی ڈیٹا چیک کرنا اخلاقی خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔

(۴)۔ عصرِ حاضر میں انٹرنٹ، موبائل، لیپ ٹاپ اور دیگر آلات نے جہاں بہت سی آسانیاں پیدا کی ہیں وہاں ان کے منفی استعمال نے خیانت کے دروازے بھی کھول دیئے ہیں۔ ایک کلک پر رحمان اور شیطان دونوں موجود ہیں۔ اب استعمال کرنے والے پر ہے کہ وہ کس کا انتخاب کرتا ہے۔ بعض اوقات شیطان برائی کو بہت اچھا بنا کر پیش کرتا ہے اور ہم ثقافت کے نام پر ان چیزوں کو دیکھنے کے مرتکب ہو جاتے ہیں جن سے شریعت نے منع کیا ہے۔ آخرت کے دن آنکھوں کی تمام تر خیانت کا بھی حساب و کتاب ہو گا۔ اسی چیز کو اللہ تعالی نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ[18] ترجمہ: وہ آنکھوں کی خیانت کو اور سینوں کی پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔

اللہ تعالی کو تمام اشیاء کا علم ہے، چھوٹی ہو یا بڑی، باریک ہو یا موٹی، اعلی مرتبے کی ہو یا چھوٹے مرتبے کی، اس لیے انسان کو چاہیے کہ جب اس کے علم و احاطہ کا یہ حال ہے تو اس کی نافرمانی سے اجتناب کرے اور ہر طرح کی خیانت سے بالعموم اور آنکھوں کی

خیانت سے بالخصوص بچے۔ آنکھوں کی خیانت یہ ہے کہ آدمی چوری چھپے ان چیزوں پر نگاہ ڈالے جن کا دیکھنا منع ہے۔ مثلاً کسی اجنبی عورت کو دیکھنے کے لیے تاک جھانک کرنا، خفیہ طریقہ پر کسی کے ستر پر نگاہ ڈالنا یا فحش مناظر اور تصویریں دیکھنا وغیرہ۔ اگر آدمی اللہ سے ڈرنے والا ہو تو وہ اپنی نگاہوں کو بچائے گا کہ وہ کسی ایسی چیز پر نہ پڑیں جس کا دیکھنا حرام ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اللہ سے کوئی چیز بھی چھپی نہیں رہ سکتی یہاں تک کہ آنکھوں کا چوری چھپے دیکھ لینا بھی۔

معاملات میں خیانت:

آج کا معاشرہ معاملات میں بدترین خیانت کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اچھے اچھے لوگ بھی جو عرف میں دین دار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی امانت کی ادائیگی کا پاس نہیں رکھتے، انھیں اس بات کا احساس نہیں ہوتا کہ امانت کی حفاظت اور اس کا مکمل طور پر ادا کرنا دینی فریضہ ہے۔ عام طور پر لوگوں کا ذہن مالی امانت کی طرف جاتا ہے؛ حالانکہ امانت کی اور بھی مختلف قسمیں ہیں، جن کی اہمیت بعض صورتوں میں مالی امانت سے بھی بڑھی ہوئی ہوتی ہے، ان کی حفاظت بھی ایک مسلمان کے لیے اتنی ہی ضروری ہے جتنی مالی امانت کی ہوتی ہے۔

(۱)۔ کسی فرد، محکمہ یا ادارے کے سربراہ کو غلط مشورہ دینا خیانت ہے۔ لہذا امانت داری کا لحاظ کرتے ہوئے صحیح اور مفید مشورہ دینا چاہیے۔ خصوصی طور پر سرکاری محکموں اور غیر سرکاری تنظیموں کے مشاورتی بورڈوں پر فرض ہے کہ وہ پوری امانت داری سے مشورہ دیں۔ کابینہ، پارلیمنٹ، پارلیمانی کمیٹی، اسمبلی، دستور ساز کونسل، یونیورسٹیوں کی اکیڈمک کاؤنسل، سینٹ اور سنڈیکیٹ کے ممبران اور اسی طرح مساجد، مدارس، اوقاف کی کمیٹیوں وغیرہ کے ارکان یہ سب امانت دار ہیں اور ان سے ان کی امانتوں کے سلسلہ میں پوچھا جائے گا۔ ان سب کو چاہیے کہ ذاتی مفاد سے اوپر اٹھ کر اپنے اپنے اداروں اور قوم و ملت کی فلاح کو پیش نظر رکھ کر اپنے سربراہان کو مشورے دیا کریں۔ اس حوالے سے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ [19] ترجمہ: جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہے۔

(۲)۔ مجلس کی تمام باتیں امانت ہوتی ہیں۔ اگر کوئی فرد اجازت اور رضامندی کے بغیر ان باتوں کو دوسروں کے سامنے نقل کرے اور اسے پھیلانے کی کوشش کرے تو یہ خیانت ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

المَجَالِسُ بِالْأَمَانَةِ [20] ترجمہ: مجالس امانت ہوتی ہیں۔

مجلس کے شرکاء پر ضروری ہے کہ وہ تمام باتوں کو امانت سمجھ کر اپنے دل میں دفن کر دیں، بالخصوص وہ باتیں جن کے بارے میں محسوس ہو کہ متکلم اسے مجلس تک ہی محدود رکھنا چاہتا ہے؛ لیکن اگر مجلس میں ہونے والی باتوں کا تعلق راز سے نہ ہو؛ بلکہ عام باتیں ہوں جیسے دینی و شرعی مسائل قرآن و حدیث کی باتیں، تاریخ و سیرت کی گفتگو وغیرہ تو ان باتوں کو عام کرنا اور لوگوں تک پہنچانا مستحب ہے؛ اس لیے کہ ان باتوں کو کوئی بھی چھپانا نہیں چاہتا اور نہ اس کے عام کرنے سے کسی کو تکلیف ہوتی ہے۔

(۳)۔ کسی کا راز ظاہر کرنا خیانت ہے۔ کسی شخص نے آپ سے کوئی ایسی بات کہی جس کو وہ دوسروں سے چھپانا چاہتا ہے، آپ پر اعتماد کرتے ہوئے اس نے اپنے دل کے خیالات کا اظہار کیا؛ تاکہ آپ کوئی مشورہ دے سکیں یا اس کے دکھ درد میں کام آئیں، تو آپ کے لیے اس کی یہ بات امانت کے درجے میں ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ بِالْحَدِيثِ ثُمَّ الْتَفَتَ فَهِيَ أَمَانَةٌ[21] ترجمہ: جب آدمی کوئی بات تم سے کرے پھر ادھر ادھر غائب ہو جائے تو وہ بات امانت ہے۔ اسی طرح میاں بیوی کے درمیان جو بات ہوتی ہے وہ بھی امانت ہے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لیے لباس ہے، لباس بدن کے عیوب اور راز کی چیزوں کو چھپاتا ہے اسی طرح زوجین کو چاہیے کہ وہ باہمی گفتگو اور قابل اخفاء چیزوں کو پردے میں رکھیں اور کسی بھی حال میں دوسروں کے سامنے ظاہر نہ کریں۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بڑی امانت قابل مؤاخذہ یہ ہے کہ انسان اپنی بیوی کے پاس جائے اور بیوی اس سے لطف اندوز ہو اور پھر شوہر عورت کے راز کو دوسروں کے سامنے ظاہر کر دے۔[22]

(۴)۔ عصرِ حاضر میں کاروباری دنیا میں بہت زیادہ خیانت ہو رہی ہے۔ مثلاً تولنے ماپنے میں کمی بیشی، اچھی کوالٹی کی چیز دکھا کر گھٹیا کوالٹی کی تھما دینا، نقلی دودھ اور تیل وغیرہ بیچنا، دو نمبر اشیا کو ایک نمبر بتانا، مردہ جانور کا گوشت، پانی کے پریشر والا گوشت فروخت کرنا، نقلی و جعلی دوائیاں بیچنا، پھلوں کو اسکرین کے رنگ دار انجکشن لگا کر میٹھا کرنا، ہوٹلوں میں باسی کھانے کو خوشبودار مصالحوں کے ذریعے تازہ کی سی شکل دے کر گاہکوں کو کھلانا وغیرہ، اس طرح کی سینکڑوں مثالیں ہمارے معاشرے میں مل جائیں گی۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے امانت دار تاجر کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔[23]

ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ امانت دار مسلمان خزانچی خیرات کرنے والوں میں سے ہے، جو خوشی کے ساتھ پورا پورا اس آدمی کو دے دیتا ہے جس کو دینے کا حکم دیا گیا ہو جو جتنا خرچ کرنے کا حکم کیا گیا ہو اتنا ہی خرچ کرتا ہو اور جس کو دینے کا حکم دیا گیا ہو اس کو دے دیتا ہو۔[24]

اللہ تعالیٰ سے خیانت:

ہم میں سے بہت سارے لوگ سب سے بڑی خیانت یعنی اللہ تعالیٰ سے خیانت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی صورت میں ایک عظیم امانت ہمارے سپرد کی ہے۔ یہ ایسی امانت ہے جس کو لینے سے آسمان اور زمین نے بھی انکار کر دیا تھا مگر انسان نے اس امانت کو اٹھانے کی ذمہ داری اٹھائی۔ قرآن میں ارشاد ہے:

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا[25]

ترجمہ: ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور اس سے ڈر گئے (مگر) انسان نے اٹھالیا، وہ بڑا ہی ظالم جاہل ہے۔

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مختلف مفسرین نے امانت کی تشریح کی ہے۔ ان سب کی تشریح کو ملا کر بیان کیا جائے تو امانت سے مراد اللہ تعالی کی طرف سے تمام تر احکامات شرعیہ ہیں جن کو اللہ تعالی نے قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمایا ہے۔ ان احکامات میں تمام عبادات، اخلاقیات، معاملات، خلافت ارضی، فرائض وواجبات (نماز، روزہ وغیرہ،، غسل جنابت، عورت کی پاکدامنی) شامل ہیں۔ ہم ان تمام احکامات پر کس حد تک عمل کر کے امانت کا حق ادا کر رہے ہیں، وہ اظہر من الشمس ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو خیانت سے محفوظ رکھے۔

کلمہ کے نام پر بننے والے ملک کے ساتھ خیانت:

اللہ تعالی نے ہمیں ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۶۱ بمطابق ۱۴ اگست ۱۹۴۷ کو اپنے خاص فضل سے پاکستان جیسا اسلامی ملک عطا کیا۔ پاکستان کے حصول کا ایک ہی مقصد تھا کہ یہاں پر مسلمان اللہ تعالی کے احکامات کے مطابق اپنی زندگی گزار سکیں۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد سے اب تک وہ اقدام نہیں کیے گئے جن کے حصول کے لیے یہ مملکت وجود میں آئی تھی۔ یوں ہم کلمہ کے نام پر بننے والے ملک کے ساتھ خیانت کر رہے ہیں۔ اسی طرح پاکستان میں ایک اور صورت میں خیانت پرورش پا رہی ہے۔ وہ اس طرح کہ قیام پاکستان کے بعد ہی سے اس ملک کا اقتدار ایسے ہاتھوں میں سونپا جارہا ہے جو اس کے اہل ہی نہیں ہیں۔ گزشتہ تمام ادوار میں اور اب تک اس اہم ترین امانت کا جو خون کیا گیا ہے کسی سے مخفی نہیں ہے۔ امانت کے اسی خون خرابے کو نبی اکرم ﷺ نے قیامت کی علامات قرار دیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی ﷺ مجلس میں لوگوں سے بیان کر رہے تھے کہ اسی حالت میں ایک اعرابی آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا کہ قیامت کب ہوگی؟ تو رسول اللہ ﷺ (نے کچھ جواب نہ دیا اور اپنی بات) بیان کرتے رہے، اس پر کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کا کہنا سن (تو) لیا، مگر (چونکہ) اس کی بات آپ کو بری معلوم ہوئی، اس سبب سے آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ (یہ بات نہیں ہے) بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں۔ یہاں تک کہ جب آپ اپنی بات ختم کر چکے تو فرمایا کہ کہاں ہے قیامت کا پوچھنے والا؟ سائل نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں موجود ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس وقت امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔ اس نے پوچھا کہ امانت کا ضائع کرنا کس طرح ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

جب کام نااہل (لوگوں) کے سپرد کیا جائے، تو قیامت کا انتظار کرنا۔[26]

گویا اقتدار قوم کی امانت ہے۔ یہ امانت اسی شخص کے سپرد کرنی چاہیئے جو صحیح طرح سے امور حکومت چلا سکتا ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو یہ خیانت ہوگی اور پوری قوم سے اس کا حساب لیا جائے گا۔

خلاصہ بحث:

معاشرے میں جب اخلاقی برائیاں عام ہو جائیں تو ایسا معاشرہ زوال کا شکار ہو جاتا ہے۔ خیانت بھی ایک ایسی اخلاقی برائی ہے جس نے ہمارے معاشرے میں اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ ہمارے معاشرے کی صورتحال یہ ہے کہ خیانت کا مفہوم صرف مالی امانت کے ساتھ خاص سمجھا جاتا ہے کہ کسی کے پاس مال امانت رکھوایا پھر اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا تو کہا جاتا ہے کہ اس نے خیانت کی، یقیناً یہ بھی خیانت ہی ہے لیکن خیانت کے شرعی مفہوم میں بہت وسعت ہے۔ خیانت صرف مال ہی میں نہیں ہوتی بلکہ راز، عہدہ، منصب، علم، معاملات، مشورہ، تجارت، ملازمت اور دیگر بہت سی چیزیں میں ہوتی ہے اور ہم ان جانے میں ہر طرح کی خیانت کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خیانت کی مروجہ صورتوں کی سمجھیں اور معاشرے کو ہر طرح کی خیانت سے بچانے کے لیے اقدامات کریں تاکہ ہم اخلاقی زوال کا شکار نہ ہوں۔

حوالہ جات

[1] الانفال ۸:۲۷

[2] محمد بن اسماعیل بخاری، الجامع الصحیح، دارالسلام ریاض، ۱۴۱۷، حدیث: ۳۳

[3] محمد بن عیسی، جامع ترمذی، دارالسلام ریاض، ۱۴۱۷، حدیث: ۲۰۱۱

[4] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دارالسلام ریاض، ۱۴۱۷، حدیث: ۲۲۲

[5] الجامع الصحیح: حدیث: ۵۶

[6] صحیح مسلم: حدیث: ۳۶۴

[7] صحیح مسلم: حدیث: ۲۴۶

[8] الجامع الصحیح: حدیث: ۱۵۷۴

[9] سلیمان بن اشعث، سنن ابو داؤد، دارالسلام ریاض، ۱۴۱۷، حدیث: ۱۱۷۶

[10] المائدۃ ۵:۱

[11] المطففین ۸۳:۱

[12] جامع ترمذی، حدیث: ۶۷۰

[13] المؤمنون ۲۳:۱۸

[14] آل عمران ۳:۱۸۸

[15] الجامع الصحیح: حدیث: ۲۰۷

[16] صحیح مسلم: حدیث: ۳۰۳

[17] الجامع الصحیح: حدیث: ۱۱۳

[18] غافر ۴۰:۱۹

[19] جامع ترمذی، حدیث: ۱۴۷

[20] سنن ابو داؤد، حدیث: ۱۴۶۵

[21] سنن ابو داؤد، حدیث: ۱۴۶۴

[22] صحیح مسلم: حدیث: ۱۰۵۱

[23] جامع ترمذی، حدیث: ۱۲۲۴

[24] صحیح مسلم: حدیث: ۲۳۵۶

[25] الاحزاب ۷۲:۳۳

[26] الجامع الصحیح: حدیث: ۵۶